حج اور اس کا پیغام
از دیدگاہ نہج البلاغہ وامام خمینیؒ

پروفیسر شاہ محمد وسیم
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

اگر ہم حیات انسان پر تعلیمات اسلامی کے واسطہ سے غور وفکر کریں تو ہمارے سامنے ایک ایسا اجتماعی نظام اجاگر ہوگا، جہاں عدل ومساوات کا بول بالا ہوگا، نہ کالے گورے کا فرق نظر آئے گا، نہ جغرافیائی حدود کا پابند معاشرہ اور نہ امیر وغریب کی تفریق، نہ عربی کو عجمی پر اور نہ عجمی کو عربی پر فوقیت۔ انّما المومنون اخوہ (قرآن) اور لا ابیض ولا اسود فی الاسلام (حدیث) کی صدا دماغ کو چھولے گی، اور تعلیم بندگی کی آواز اس فرض شناسی کے ساتھ کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، سب اللہ ہی کا ہے فانّ للّٰہ مافی السّموات والارض [1]

اسی لئے انسانوں کے مابین آپسی تعلقات بھی اللہ ہی کے واسطہ سے ہونا چاہئیں، کہ یہ بات صحتمند معاشرہ کی ضمانت ہے۔

پیغمبر اسلام، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ حج میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

''اے لوگو! تمہاری جان، تمہارا مال اور تمہاری آبرو ایک دوسرے کے لئے قیامت تک اتنی ہی مقدس اور قابل احترام ہے جتنا کہ یہ دن (یوم عرفہ) یہ مہینہ (ذی الحجہ) اور یہ شہر (مکہ معظّمہ)۔ اے لوگو! ہر مسلمان ایک دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ دنیا کے تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ کسی مسلمان کے لئے اپنے بھائی کا مال بغیر اس کی مرضی کے لینا جائز نہیں ہے۔ دیکھنا میں نے بات پہونچادی ہے۔ اے اللہ! تو بھی گواہ رہنا۔ اے لوگو! میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔'' [2]

اس طرح حاجی ہو کہ غیر حاجی سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ایک کا دوسرے پر حق ہے۔ انہیں ایک دوسرے کی فلاح وبہبود کا خیال رکھنا چاہئے۔

حضرت علی علیہ السلام نے حج کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ:

”(خدا نے) تم پر حج واجب کیا ہے، اپنے خانہ کعبہ کا، جس کو مخلوق کا قبلہ قرار دیا ہے، جہاں لوگ اس طرح ٹوٹتے ہیں جس طرح (پانی پر) جانور اور اس طرح فریفتہ ہوتے ہیں جس طرح کبوتر اور جسے خدائے سبحانہ نے اس کی علامت قرار دیا ہے کہ بندے اس کی عظمت کے سبب سے تواضع کریں اور اس کی عزت کے مقر ہوں اور اپنی مخلوق سے ایسے سننے والے بندوں کو چنا جنہوں نے اس کی دعوت قبول کی، اس کے کلمۂ کی تصدیق کی، مقامات انبیاء پر ٹھہرے اور عرش خدا کے طواف کرنے والے فرشتوں کے مثل قرار پائے (کیونکہ وہ) عبادت خدا کی تجارت کے منافع جمع کرتے اور اس کے وعدۂ مغفرت کی طرف بڑھتے ہیں۔ خدائے سبحانہ نے اس (کعبہ) کو اسلام کا علم اور پناہ لینے والوں کے لئے امن کی جگہ قرار دی ہے۔ (لہذا) اس حج کو فرض اور اس کے حق کو واجب کیا ہے۔“[۳]

حج اتنی عظیم عبادت ہے کہ حکم قرآنی ہے کہ:

واذّن فی النّاس بالحج یاتوک رجالا وعلیٰ کل ضامریاتین من کل فج عمیق لیشھدوا منافع لھم .... (حج کی خبر کردو کہ لوگ تمہارے پاس (جوق در جوق) پیادہ اور ہر طرح کی دبلی (سواریوں) پر جو راہ دور دراز طے کر کے آئی ہوں (چڑھ چڑھ کے) آپہونچیں گے تاکہ اپنے (دنیا وآخرت کے) فائدوں پر فائز ہوں[۴] یہ اس بات کا اعلان ہے کہ دنیا و آخرت دونوں کے فوائد حج بیت اللہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ فلسفۂ حج پر غور وفکر کرے۔

”... اسلام اتحاد کا حامی ہے ... اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے (امام خمینیؒ) یہ عدل وانصاف قائم کرتا ہے۔ جھوٹے آقاؤں کی پرستش بے جا اور شاہان کج کلاہ کی بندگی ممنوع ہے، بلکہ اسلام کے پیروکار، وہ چاہے جس مرتبہ پر بھی فائز ہوں، بندگان خدا کی ان صفوف میں نظر آئیں گے جہاں محمود ایاز کا فرق مٹ جاتا ہے۔

اسلام دنیا کو دین کے تابع قرار دیتا ہے، عبادت کو ہر ہر شعبۂ حیات اور حرکات وسکنات میں سمو دیا گیا ہے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے (الدنیا مرزعه الآخره) نماز میں صراط مستقیم پالینے کی اور اس پر قائم رہنے کی دعا، اور مرسلین وصالحین کے طرز زندگی پر جینے کی آرزو نے واضح کیا کہ انسان دنیا کی اور مابعد دنیا کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے عبادت کرتا ہے ۔ اگر مقصد یہ ہوگا تو جھوٹ، فریب، استحصال اور ظلم سب کے سب مٹ جائیں گے، سارے تفرقے

بھی اور دشمنیاں بھی۔نفس کی طغیانی کوسکون حاصل ہوگا اور اصل امن اور بھائی چارہ قائم ہوگا۔ یہ نفس کہ طغیانی ہی ہے اور اونچ نیچ کا تصور جو افراتفری اور تفرقوں کو جنم دیتے ہیں۔خودغرضی پر مبنی روابط ہیں، جو دلوں کی کدورت کو بڑھاتے ہیں۔لیکن جب انسانی روابط خوشنودی خدا کے پیش نظر پروان چڑھتے ہیں تو دلوں کی زندگی کے لئے فیض رساں ہوتے ہیں۔

نماز کے بعد، اسلام کے ایک اور رکن اور عبادت، حج کے فلسفہ پر غور کیجئے تو بقول امام خمینیؒ ''سبھی مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ فلسفہ حج کا ایک پہلو مسلمانوں کے درمیان باہمی اتحاد اور آپسی میل جول کو مضبوط بنانا ہے...۵

حج دنیا والوں کی بنائی ہوئی تفرقہ کی تمام دیواروں کو منہدم کردینے کا ایک عالمگیر پیغام ہے۔ یہ انسانیت کو سربلند کرتا ہے۔، انسان کو انسان بناتا ہے اوراس کو اسکا جائز مقام عطا کرتا ہے۔ حج میں نہ کوئی صاحب اقتدار نظر آتا ہے نہ کوئی حاکم اور نہ کوئی محکوم اور محروم۔ساری انسانیت ایک ہی دھاگہ میں پروئی ہوئی نظر آتی ہے، جومظہر کلمۂ توحید لاالہ الااللہ ہوتی ہے۔سب اپنے خالق کی خوشنودی اور اس کی عبادت کے لئے اللھم لبیک، کہتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ بھلاکسی میں غرور کیوں کر پنپ سکتا ہے؟ چاہے وہ بادشاہ اور حکمراں ہی کیوں نہ ہو! اس طرح حج عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ ذہنیت کے فساد کو مٹانے اورنفس کی طغیانی کو روکنے کا ذریعہ بھی ہے۔

عبادت حج کو صحیح طور پر پورا کرنے کے لئے اس عظیم اجتماع کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس موقع کوغنیمت جانتے ہوئے اس کا مثبت استعمال مسلمانوں اور سارے عالم انسانیت کی ترقی اور فلاح وبہبود کے لئے کرے! کیونکہ ''حج وہ عظیم رسم ہے جو انسانیت کو مذہبی اور سماجی امور میں بیداری عطا کرتی ہے۔اس رسم کی ادائیگی میں حقیقی اسلام کی طرف رجوع ہونا چاہئے۔ بہت سی سیاسی ذمہ داریاں ہیں جوکسی اجتماع خصوصاً اس عظیم اجتماع حج کا ایک ناگزیر حصہ ہیں۔ان میں سے ایک ذمہ داری اسلام اورمسلمانوں کی بنیادی اور سیاسی مشکلات سے آگاہ ہونا ہے۔اس آگاہی یا واقفیت کا انحصار اس بات پر ہے کہ مذکورہ اجتماع میں شامل تمام مذہبی رہنما.... دانشمند اور زائرین بیت اللہ اپنے اپنے مسائل پر ایک دوسرے سے تبادلۂ خیال کریں! اپنے مسائل کا مل جل کرحل تلاش کریں، تاکہ جب لوگ اپنے اپنے ممالک کو واپس ہوں تو اس کے مطابق اپنے مسائل کوحل کرنے کی کوشش کریں...'' ۶ اور خودمسلمانوں اور دنیا کے دیگر افراد کو اصل اسلام، اس کے نظریۂ عدل وانصاف، انسان دوستی اور

اخوت ومساوات سے روشناس کرائیں۔ امام خمینیؒ نے تعلیم دی ہے کہ ''ان اجتماعات (حج) کے دوران ہم لوگوں کو دینی تبلیغ اور اسلام کی سیاسی واعتقادی تحریک کی اشاعت کا کام کرنا چاہئے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ بعض لوگ ان باتوں کی طرف بالکل ہی متوجہ نہیں ہیں اور کلمہ '' ولا الضالین''، کو بہتر ڈھنگ سے ادا کرنے سے پہلے غور وفکر نہیں کرتے ہیں۔ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں لیکن اپنے مسلمان بھائیوں سے مفاہمت، اسلامی احکام کی اشاعت اور عالم اسلام کی مشترکہ پریشانیوں کا حل تلاش کرنے کے بجائے یہ لوگ باہمی اختلاف کو بڑھاوا دیتے ہیں۔ یہ لوگ حج کے دوران فلسطین جو اسلام کا وطن ہے، اس کی آزادی کے لئے مشترکہ کوشش کی فکر نہیں کرتے، بلکہ ایسی چیزوں کا تذکرہ کرتے ہیں، جن سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف میں اضافہ ہو''۷

آپ نے فرمایا کہ ''حج قرآن کے مانند ہے جس سے سبھی بہرہ مند ہوتے ہیں، لیکن امت اسلامی کا درد رکھنے والے مفکرین اور دور اندیش افراد اگر حج کے دریائے معرفت میں غوطہ ور ہوں اور اس کے احکام نیز اجتماعی سیاستوں کی گہرائیوں میں اترنے سے خوف زدہ نہ ہوں تو اس دریائے رشد وہدایت، حکمت ومعرفت کے آب زلال سے تا ابد سیر آب ہوتے رہیں گے''۸ اور یہ بھی کہ:

''...آج کے جیسے دور میں جبکہ سر براہان کفر وشرک کے ہاتھوں توحید کا اصل وجود ہی خطرہ میں پڑا ہوا ہے۔ اور یہ لوگ ملتوں کی قومی، ثقافتی دینی اور سیاسی نشانیوں کو اپنی ہوس اور شہوت رانی کا کھلونہ بنائے ہوئے ہیں، ایسے میں ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہمارا کیا فرض ہے؟''۹

ادھر بین الاقوامی روابط کے ڈھانچہ کا اپنا انداز، اس کی نہج، سیاسی دباؤ اور اس پر بڑی طاقتوں کی ہر طرح کی اجارہ داری نے فکر وعمل پر پہرے بیٹھا دئے ہیں۔ آزادی خیال پر، مشاورت پر ذرائع ابلاغ شکوک وشبہات کو تقویت دے کر اکثر انسان کو انسان سے جدا کرتے نظر آتے ہیں۔ ایسے میں اس کو کیا کیا جائے کہ '' اسلامی معاشرہ کا سب سے بڑا درد یہ ہے کہ ابھی تک بہت سے لوگ اسلامی احکام کے حقیقی فلسفہ سے نا آشنا ہیں اور حج تمام تر اسرار وعظمت کے باوجود ابھی تک ایک خشک عبادت اور ایک لاحاصل اور بے ثمر نقل وحرکت سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ (لہٰذا) مسلمانوں کے عظیم فرائض میں سے ایک فریضہ اس حقیقت وواقعیت کو سمجھنا ہے کہ حج کیا ہے؟ اور کیوں ہمیشہ اسے برپا کرنے کے لئے مالی اور معنوی امکانات کا ایک بڑا حصہ صرف کیا جائے؟ جو چیز اب تک نافہمیوں یا غرض پرستوں اور دوسروں کے ٹکڑوں پر پلنے والوں نے فلسفۂ حج کے عنوان سے پیش کی

ہے، یہ ہے کہ حج ایک اجتماعی عبادت (ہے) اور ایک زیارتی وتفریحی سفر ہے۔ اس کا حج سے کیا سروکار کہ کس طرح جینا چاہئے.... جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حج صاحب خانۂ کعبہ یعنی خدا سے بندہ کے تقرب اور اتصال کا ذریعہ ہے۔ حج صرف حرکات وسکنات، اعمال اور لفظوں کا مجموعہ نہیں ہے۔ صرف کلام، الفاظ اور بے جان حرکات وسکنات سے انسان خدا تک نہیں پہونچتا ہے۔ حج معارف الٰہی کا وہ مرکز ہے جس کے ذریعہ اسلامی سیاست کی جامعیت کو زندگی کے گوشہ گوشہ میں دریافت کرنا چاہئے۔ حج تمام مادی ومعنوی رزالتوں سے دور ایک پاکیزہ معاشرہ کی بنیاد وتاسیس کی دعوت دیتا ہے۔ حج دنیا میں ایک انسان اور ایک روبہ کمال معاشرہ کی تمام میدانوں میں عشق آفرین زندگی کی تجلی اور اس کی بار بار تکرار کا نام ہے۔ اعمال حج اعمال زندگی ہیں۔ امت اسلامی کا پورا معاشرہ، چاہے وہ کسی بھی نژاد اور کسی بھی قوم سے تعلق رکھتا ہو، ابراہیمی ہونا چاہئے، تاکہ امت محمد ﷺ کے عظیم انبوہ وگروہ میں شامل ہو سکے، ایک ہو جائے اور ید واحدہ کی شکل میں ظہور کرے۔ حج اسی توحیدی زندگی کی تنظیم وتمرین وتشکیل کا نام ہے۔ حج مسلمانوں کی مادّی اور معنوی قوت وطاقت کی نمائش گاہ اور استعداد کی پرکھ کا آئینہ ہے۔"[۱۰]

اس طرح حج خطرات وآفات کو سمجھنے اور ان پر قابو پالینے کا ذریعہ ہے، حج انسان کو سر بلندی عطا کرتا ہے۔ ثابت قدمی کا سبق دیتا ہے، خدا کی عبادت اور اس کے بندوں سے محبت کا مؤثر پیغام دیتا ہے۔ حج عبادت ہے اللہ کے حضور میں اور اسی کے گھر۔ خانۂ کعبہ۔ میں، جہاں نفس کا محاسبہ بھی ہوتا ہے اور اپنے خالق سے بخشش کی دعا بھی۔ یہاں ہر طرح کی برائیوں سے اعلان برائت بھی ہوتا ہے، خدا سے اس کے بندہ کا تجدید عہد بھی، اس کی بندگی کا اور ابلیس اور ہر طرح کے ابلیس صفت درندوں سے دوری کا، ان کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا کے ساتھ۔ حج کا تعلق خود انسانی کے دل ودماغ سے ہے کہ ہر حاجی اپنے جذبات کو پابند احکام الٰہی کرتا ہے، مال خرچ کرتا ہے اور جسمانی دشواریاں برداشت کرتا ہے، صرف اس لئے کہ اللہ ورسولؐ کی خوشنودی حاصل ہو اور اب جو حج کر کے وہ واپس لوٹے تو اس طرح کہ زندگی صراط مستقیم پر گذرے، وحدت سر بلند نظر آئے اور اجتماعیت پر عظمت، اسلامی اخوت ومساوات میں پروئی ہوئی۔ سب وحدت کے رشتہ میں پروئے ہوئے، تقویٰ وطہارت کے لئے کوشاں، عاجزی وفروتنی سے سر جھکائے ہوئے، سبک خرام، اطاعت الٰہی کے سیدھے راستہ پر گامزن۔

اسی لئے ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم غور و فکر کریں کہ حج ہم پر کیا ذمہ داری عائد کرتا ہے؟ کیونکہ اسلام کے سبھی ارکان عبادت بشمولیت حج اپنے ساتھ تمام تر معنویت لئے ہوئے ہیں، ان کا اپنا اپنا مقام ہے۔ حج کے فلسفہ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ امام خمینیؒ فرماتے ہیں:

''لیکن (اس کو) کیا کیا جائے اور اس عظیم کرب کو کہاں لے جایا جائے کہ حج قرآن ہی کی طرح تنہا اور بے یار و مددگار ہوگیا ہے! جس طرح یہ کتاب زندگی اور مجموعۂ کمال و جمال ہمارے خود ساختہ حجابوں میں پنہاں ہوگئی ہے اور اسرار آفرینش کا یہ گنجینہ ہماری کج فکریوں کی منوں مٹی کے نیچے دفن ہوکر رہ گیا ہے اور اس کی انس و ہدایت کا زندگی ساز فلسفہ وحشت و موت اور قبر کی زبان میں بدل کر رہ گیا ہے، یوں ہی حج بھی ان ہی حالات اور بلاؤں میں گرفتار ہے۔ لاکھوں مسلمان ہر سال مکہ جاتے ہیں اور پیغمبر اسلامؐ و ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور ہاجرہؑ کے نشان قدم پر گامزن ہوتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی ایک ایسا نہیں جو اپنے آپ سے پوچھے کہ یہ ابراہیمؑ و محمد علیہم السلام کون تھے اور انہوں نے کیا کیا؟ ان کا مقصد کیا تھا اور انہوں نے ہم سے کیا چاہا ہے؟ تنہا وہ چیز جس پر غور و فکر نہیں کیا جاتا ہے، یہی نکتہ ہے۔ مسلّم طور پر بے روح اور بے حس و حرکت و بے قیام حج، برائیت سے عاری اور وحدت و اتحاد سے دور حج، وہ حج جس سے کفر و شرک لرزہ براندام نہ ہو، حج نہیں ہے۔'' [۱۱]

لہٰذا جیسا کہ امام خمینیؒ نے کہا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ''مسلمان' حج اور قرآن کریم کی تجدید حیات اور ان دونوں کو اپنی زندگی میں واپس لانے کی بھرپور کوشش کریں اور اسلام کے باوفا محققین لوگوں کے سامنے فلسفۂ حج کی صحیح تصویر اور حقیقی تفسیر پیش کرکے ان درباری ملاؤں کے تمام خرافاتی تار و پود بکھیر کر رکھ دیں۔'' [۱۲]

اور حقیقت بھی یہی ہے کیونکہ یہ حج ''.... وہ لازوال الٰہی تحفہ اور ہمیشہ جاری رہنے والا دریا ہے جس میں مسلمانانِ عالم ہمیشہ اپنی بیماری، آلودگی، زندگی کی تلخیوں اور رنج و مصیبت کا غبار دھو سکتے ہیں اور اس ابدی ذخیرہ کی مدد سے ہر دور اور زمانہ میں ان دونوں قسموں کے آسیب و خطرات کو اپنے سے دور کر سکتے ہیں۔ حج میں تقویٰ، ذکر حضوری، خضوع و خشوع اور خداوند متعال سے لو لگانے کا عنصر پہلے قسم کے خطرہ سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ اور اجتماع، اتحاد نیز عظیم اسلامی امت میں پائی جانے والی قوت، طاقت اور عظمت کے احساس کا عنصر دوسرے قسم کے خطرات سے مقابلہ کا ذمہ دار ہے۔ اور یہ دونوں عناصر حج میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔'' [۱۳]

اسلام اپنے پیروکاروں پر ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ تلاش سچ اور حق کرتے رہیں اور راہ حق پر گامزن ہوتے ہوئے شیطانی کاموں اور شیطانی طاقتوں سے دور رہیں۔ اسی ضمن میں امام خمینیؒ نے اتحاد اسلامی، مساوات اور بلندی افکار وخیالات پر زور دیتے ہوئے، یہ پیغام دیا ہے کہ:

''اے محترم زائرین! آپ دنیا کے مختلف حصوں سے اللہ کے مطہر گھر اور اتحاد کے مرکز، وحی کے مقام، ابراہیمؑ اور محمدؐ دو انسانوں کی جگہ پر، جنہوں نے بتوں کو توڑ ڈالا تھا اور جنہوں نے مستکبرین کے خلاف انقلاب برپا کیا تھا، مجتمع ہوئے ہیں۔ آپ اب پر برکت جگہ پر جمع ہوئے ہیں، جو نزول (پیغام) کے وقت باوجود ایک بے آب وگیاہ ریگ زار اور پہاڑی (مقام) ہونے کے، اللہ کے فرشتوں کے نزول کا مقام تھا، جہاں خدا کے مجاہدین پر حملے ہوئے تھے (جو) اللہ کے پیغمبرؐ اور اس کے پاک بندے تھے۔''

'' آپ کو ان جگہوں کی، جہاں آپ تشریف لائے ہیں، اہمیت اور بلندی کا احساس ہونا چاہئے۔ آپ کو اس بت شکن مرکز سے آراستہ وپیراستہ ہوکر ان بڑے بتوں کو توڑنے کے لئے (تیار ہوکر) جانا چاہئے، جنہوں نے اپنے چہرے بدل لئے ہیں اور بڑی شیطانی طاقتوں اور زمین پر لوٹ وکھسوٹ کرنے والوں (کی شکل میں) نمودار ہوئے ہیں۔ آپ کو ان تاناشاہوں کی جھوٹی طاقت سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ خدا پر بھروسہ رکھئے۔ ان پاک مقامات پر اتحاد اور یکتا کا عہد وپیان کیجئے۔ علیحدگی اور ایک دوسرے سے جنگ وجدال سے بچئے جیسا کہ خدا نے حکم دیا ہے۔'' آپس میں جنگ وجدال نہ کرو کہ یہ (لڑائی) تمہاری عزت کو مٹادالے گی'' اعتقاد اور اسلام کے طور طریقے تمہاری اس لڑائی سے کم ہوں گے۔ اور انفرادی خواہشات کی وجہ سے تمہارا (اس طرح) یکجا ہونا خدائی احکام کے خلاف ہے۔ متحد ہو! حق پر، لفظ توحید پر (کہ یہی) ملت اسلامیہ کی بلندی کی بنیاد ہے، اور یہ بات آپ کو فتح دلائے گی۔'' ....

'' کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کی صعوبتوں کی سب سے بڑی وجہ خود آپ کا انتشار ہے۔.... اٹھئے! قرآن پر عمل کیجئے۔ خدا کے احکامات پر عمل پیرا ہوئیے، کہ آپ کی واپسی اسلام کو بڑھانے اور اس کی عظمت وبلندی کی طرف ہوگی۔ آیئے! اور فقط خدا کے کلام پر کان دھریئے....فرداً فرداً یا دو دو (ایک ساتھ) خدا کے لئے اٹھئے، خود اپنے اندر کے شیطانوں کے خلاف...''

''اے مسلمانوں اور دنیا کے مستضعفین! اپنا ہاتھ ایک دوسرے کے ہاتھ میں دیجئے، خدا

سے لو لگایئے ، اسلام پر بھروسہ کیجئے اور مستکبرین اور ظالمین کے خلاف عوامی حقوق کے لئے اٹھ کھڑے ہویئے۔ اے خدا کے گھر کے حاجیوں ! ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہوجایئے ان مقدس مقامات میں اور خدا سے کامیابی کی دعا کیجئے مسلمانوں کی سربلندی کے لئے اور دنیا کے محروم اور غم نصیب لوگوں کے لئے۔'' ۱۴؎

اس طرح امام خمینیؒ نہ یہ کہ مسلمانوں میں اتحاد اور ان کی سربلندی اور کامیابی کے لئے دعا کی بات کرتے ہیں ، بلکہ ساتھ ہی تقویٰ، حضوری ،خضوع وخشوع اور خدا و قرآن اور پیغمبرؐ کی تعلیمات پرعمل پیرا ہونے کی بات بھی کرتے ہیں اور خود اپنے اندر کے شیطانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی بات کرتے ہیں اور دنیا کے ان غم نصیب اور محرومین کی بھی جوکسی بھی مذہب کے پیروکار ہوں اور جہاں کہیں بھی رہتے ہوں۔ وہ عدل وانصاف کے طلبگار ہیں۔ اور ایسا ہی نظام عالم چاہتے ہیں۔ حج ومکہ وہ مقام ہیں کہ جہاں سے آوازہ توحید بلند ہوتا ہے۔ ان کی عظمت طلب گار حرمت وعمل ہے، برائیوں سے نفرت ، شیطانوں سے بیزاری کی۔آپ دنیا سے سوال کرتے ہے:

'' اگر مسلمان '' خانۂ ناس'' اور '' خانۂ خدا'' میں دشمنان خدا سے اظہار برائیت نہ کریں تو پھر کہاں وہ اس کا اظہار واعلان کریں؟ اگر حرم وکعبہ ومسجد ومحراب خدا کے جانبازوں نیز حرمت انبیاء اورعظمت حرم کے پاسبانوں کے لئے حفاظتی مورچے نہیں بن سکتے تو پھر ان کا مامن وپناہ گاہ اور کہاں ہے؟'' ۱۵؎

ہرعبادت کا فائدہ دنیا وآخرت دونوں میں ہے ۔اس حقیقت کو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے یہ راز زندگی بواسطہ حج 'کلمہ کی تصدیق' 'مقامات انبیاء' تجارت کے منافع' 'اسلام کا علم' اور پناہ لینے والوں' کے کلمات اور ان میں سموئے ہوئے ہیں معنی ومطالب کی طرف اشارہ کرکے ہمیں بتلایا ہے۔ ظاہر ہے کہ کلمہ کی تصدیق اعلان عقیدۂ توحید اور خدا کی قدرت کاملۂ میں یقین ہے۔ ذکر مقامات انبیاء ،تعلیمات انبیاء اور آنحضرتؐ پر یقین کا اظہار ہے۔ نیکوکاری اور افکار صالح کی روشنی میں عہد عمل میں تجارت کے منافع ملنے کی بات، اس امر پر یقین ہے کہ اسکے دربار میں عقیدہ وعمل اگر نیک ہیں تو مستحق جزا ہیں، ذکرعلم اسلام، ذکر اتحاد واخوت ومساوات وعدل ہے، جس کے سایۂ تلے دنیا وآخرت میں کامیابی ہے، بیت اللہ پناہ گاہ بھی ہے کہ پناہ لینے والے پناہ لیتے ہیں،نفس کا محاسبہ کرتے ہیں ، اس سے ٹوٹے ہوئے دلوں کو سہارا ملتا ہے اور بندہ اپنے خالق سے لولگاتا ہے،

اور اپنے نبیؐ کو یاد کرتا ہے۔

ایمان وعمل کی منزلوں پر فائز ہونے کے آرزو مند، برکات خداوندی سے بہرہ مند ہونے کے لئے بیت اللہ کا رخ کرتے ہیں ، اس یقین کے ساتھ کہ اب جو سیرابی کے ساتھ اپنے اپنے ٹھکانوں کو لوٹیں گے تو نفس کی طغیانی پر روک ، نیک نیتی اور خلوص عمل کے وعدہ کے ساتھ ، اور امن وصلح اور آشتی کی حقیقی بنیادوں کے استحکام کے آرزو مند اور اس کے لئے کوشاں بن کر۔

حج انسان کو ثابت قدم رہنے کا سبق بھی دیتا ہے جیسا کہ امام خمینیؒ نے حج بیت اللہ کے مبارک موقع پر ارشاد فرمایا: ''...حجاج کرام کو اس بات کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے کہ مکہ مکرمہ پیغمبرؐ اسلام کے دور رسالت میں رونما ہونے والے حوادث کا آئینہ ہے۔ اس سرزمین کا ہر گوشہ انبیاء علیہم اسلام اور امین وحی ،حضرت جبرئیلؑ کے نزول کی یاد تازہ کرتا ہے۔ اور راہ اسلام میں ہمارے نبی اکرمؐ نے جو مصائب اور پریشانیاں برداشت کی ہیں ان کی یاد دلاتا ہے اور ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کردیتا ہے کہ درحقیقت الٰہی رسالت کی تبلیغ واشاعت کی راہ میں آنے والے مصائب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انبیاءعلیہم السلام اور آئمہ معصومین نے کیسی بے مثال پائیداری کا ثبوت فراہم کیا ہے اور ابولہب اور ابوجہل کی تہمت وشعب ابی طالب میں اقتصادی ناکہ بندی کے دوران ہمارے پیغمبرؐ نے کیسے کیسے مصائب برداشت کئے ہیں اور اس کے بعد بھی وہ اپنی الٰہی راہ پر ثابت قدم رہے... یہی وجہ ہے کہ آج مکہ ومدینہ کی گلیوں ، بازاروں ، جنگلوں اور پہاڑوں سے ہدایت کا پیغام ملتا ہے۔ اگر وہ اس وقت آپ لوگوں سے ہمکلام ہوتے تو ' فاستقم کما امرت ، کے راز ورمز سے آپ کو ضرور آگاہ کرتے...'' [۱۶]

حج مختلف معاشروں کے باہمی تعلقات اور ارتباط کو واضح اور مضبوط کرتا ہے۔ یہی نہیں کہ تمام حاجی ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور ایک دوسرے کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں بلکہ اب جو واپس اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہونچتے ہیں تو وہ لوگ، جنہوں نے حج نہیں کیا، ان حاجیوں سے ملتے ہیں اور بین الاقوامی حالات سے باخبر ہوتے ہیں، نئے مسائل اور ان کے حل کو سمجھتے ہیں ، سچ ہے کہ ''مشرق ومغرب برو بحر میں رہنے والے خدا کے تمام بندے ،حتی کہ وہ افراد بھی حج کے فوائد سے بہرہ ور ہوتے ہیں ، جنہوں نے حج نہیں کیا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ انسان جب اس عظیم منظر اور جم غفیر کا نظارہ کرتا ہے،تب کہیں اسے لفظ 'ناس' کے معنی سمجھ میں آتے ہیں۔''

۱۹۹۳ میں عالم اسلام کے نام اپنے حج کے پیغام میں آیت اللہ خامنہ ای نے امام خمینیؒ اور ان کے افکار وخیالات پر حج کے واسطہ سے ارشاد فرمایا کہ ''ہمارے زمانہ میں وہ سب سے عظیم شخص جس نے حج کو اوہام کے پردوں سے باہر نکالا اور اس کے اسرار کو مسلمانوں کے ایک عظیم طبقہ کے ذہنوں میں بھی اور عمل میں بھی اجاگر کیا ہمارے امام رضوان اللہ علیہ کی ذات تھی۔ انہوں نے حج ابراہیمی کی دعوت دی اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا اور ایک بار پھر'' واذن فی الناس بالحج ''(اے رسول! لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کردیجئے) کی آواز اہل عالم کے کانوں تک پہونچائی'' کہ:

'' حج ابراہیمی وہی حج محمدی ہے، جس میں توحید واتحاد کی سمت حرکت وپیش قدمی تمام مراسم وشعائر کی روح وجان، اور سرفہرست ہے، وہ حج، جو برکت وہدایت کی اساس اور امت واحدہ کی حیات وقیام کا اصل وبنیادی ستون ہے، وہ حج، جو فائدوں سے بھرپور اور ذکر خدا سے مملو ہے، وہ حج، جس میں مسلمان قومیں محمدؐ کی عظیم امت کے درمیان اپنے حضور و وجود کا لمس کرتی ہیں اور قوموں میں برادری وقربت کا احساس کرکے اپنی کمزوری اور شکست وناتوانی کے احساس سے نجات پاتی ہیں۔''۱۷

بلاشبہ حج وہ عبادت ہے جس میں دنیا وآخرت کے فوائد ہیں۔ یہ اپنے اندر بنی نوع انسان کے لئے بے شمار اسباق سموئے ہوئے ہے، بشرطیکہ بینائی اور دانائی سے ان کا ادراک کیا جائے مختصراً حج ہمیں:

۱۔ تزکیۂ نفس اور خلوص نیت کا سبق دیتا ہے۔

۲۔ ایمان، تقویٰ اور عمل کی راہوں پر استحکام عطا کرتا ہے کہ ہم اللہ والے ہوجائیں۔

۳۔ قرآن وسنت اور ائمہ معصومینؑ کی تعلیمات کی روشنی میں زندگی گذارنے کا سبق دیتا ہے

۴۔ امت مسلمہ کے حالات سے آگاہی عطا کرتا ہے۔

۵۔ ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کی طرف، اور ایک انسان کی دوسرے انسان کی طرف ذمہ داری کا احساس دلاتا ہے، جہاں تفرقہ کی سب دیواریں منہدم ہوجاتی ہیں۔

۶۔ حقوق انسانی (Human Rights) کی ذمہ داری سے آگاہ کرتا ہے۔ نابرابری اور تفریق کو مٹاتا ہے، کہ سب کو، تمام انسانوں کو، ایک اللہ نے خلق کیا ہے۔

۷۔ انسانوں کے مابین مثالی کردار کے ساتھ آنے کی ذمہ داری عائد کرتا ہے۔

۸۔ ظلم وجور سے باز آنے اور عدل وانصاف کے ساتھ امن قائم کرنے کی ذمہ داری عائد

کرتا ہے۔

۹۔ انفرادی اور اجتماعی کردار سازی کی دعوت دیتا ہے اور اسباق بھی۔

۱۰۔ مختصراً یہ کہ خدا کی اطاعت اور اس کے تمام بندوں سے محبت کی تعلیم دیتا ہے۔

حوالے۔

۱۔ قرآن، سورہ نساء، آیت ۱۷۰

۲۔ از پیغام حج، آل انڈیا حج کمیٹی، دہلی ۱۹۸۸ء، صفحہ ۷۵

۳۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ا طبع احباب پبلیشرز، لکھنو، ۱۹۸۲ صفحہ ۶۰

۴۔ سورہ الحج، آیات ۲۷۔۲۸

۵۔ حجاج بیت الحرام کے نام امام خمینیؒ کے پیغامات کے اقتباسات، راہ اسلام، شمارہ ۸۷، جون ۱۹۹۱ء خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران، دہلی، صفحہ ۴۲

۶۔ امام خمینیؒ

۷۔ حجاج بیت الحرام کے نام پیغام، راہ اسلام، خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران، دہلی نو صفحہ ۴۲

۸۔ امام خمینیؒ کا تاریخی پیغام، توحید شمارہ ۵، جلد ۵ محرم رصفر (ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۸ء) سازمان تبلیغات اسلامی تہران، اسلامی جمہوریہ ایران، صفحات ۱۴۳۔ ۱۴۴

سازمان تبلیغات اسلامی، تہران، اسلامی جمہوریہ ایران، صفحہ ۷۸

۱۰۔ امام خمینیؒ کا تاریخی پیغام، توحید شمارہ ۵، جلد ۵ محرم رصفر ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۸ء

۱۱۔ ایضاً صفحہ ۱۴۴

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ آیت اللہ سید علی خامنہ ای، حجاج بیت اللہ الحرام کے نام پیغام، دفتر نمائندگی ولی فقیہ، دہلی نو، ۱۴۱۶ھ، صفحات ۴۔۵

Messge of Hajj (youm-i-Arafat),Selected Speeaches of ۱۴
Imam Khomeini , The Mistry of Nations (now Islamic) Guidance, Tehran Islamic Republic of Iran, October 31,1979, tr. by the author.

۱۵۔ امام خمینیؒ زائرین بیت اللہ کے نام پیغام، توحید شمارہ ۵، جلد ۴ سازمان تبلیغات اسلامی،

تہران، اسلامی جمہوریہ ایران، ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۷ء، صفحہ ۷۸

۱۶۔ حج بیت اللہ کے مبارک موقع پر زائرین خانہ خدا کے نام پیغام، خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران، دہلی نو، صفحات ۴۸۔۴۹

۱۷۔ بمطابق ۱۴۱۳ھ۔